سوئے افریقہ

اپنی تعلیم کے آخر میں نوجوان ''آبائے سفید کی انجمن'' کے لیے باقاعدہ واضح طور پر زندگی وقف کرے گا۔ اُسے ڈیکن بنادیا جائے گا، اور چوپانی کام میں چند ماہ مصروف رہنے کے بعد اپنے ملک کے پیرش میں واپس آئے گا، جہاں اُس کی رسمِ کہانت ادا کی جائے گی۔ چند ہفتوں کی چھٹی کے بعد نوجوان ''وائٹ فادر'' تبشیری زندگی کے لیے افریقہ چلا جائے گا، اور مزید ساری تربیّت ''دورانِ ملازمت'' میں ہوگی۔

مسیحی اور مسلم خداوند تعالیٰ کی محبت اور رحم کے گواہ ہیں — کارڈینل ارنزے

[گزشتہ کئی برسوں کی روایت کے مطابق اِس سال ''پاپائی مجلس برائے بین المذاہب تعلقات'' کے ذمہ دار کارڈینل فرانسس اَرنزے نے عید الفطر کے موقع پر مسلمانوں کے نام حسبِ ذیل پیغام جاری کیا ہے۔ مدیر]

عزیز مسلمان دوستو! آپ عید الفطر ماہ رمضان کی ریاضت کے بعد مناتے ہیں۔ یہ مرحلہ خداوند تعالیٰ اور انسانیت کے لیے ایک اہم وقت ہے۔ روزوں اور عید الفطر کا وقت خدا کے لیے خاص یوں ہے کہ وہ بڑی تاکید سے انسانوں کو انسانی تاریخ، ذاتی اور خاندانی زندگی میں اپنی موجودگی اور عمل کی یاد دلاتا ہے۔

ایسی تقریبات ہم انسانوں کے لیے بھی خصوصی اہمیت کی حامل ہیں، کیونکہ ان کے سبب ہمیں اپنی روزمرّہ مصروفیات سے فرصت کے علاوہ دعا اور دھیان گیان کا موقعہ بھی ملتا ہے۔ ان دنوں ہمیں اپنے آپ سے ملنے کا بھی موقعہ ملتا ہے، بلکہ ہمیں اپنے دوستوں، عزیزو اقارب اور پڑوسیوں سے ملنے کا موقع بھی ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام نسلِ انسانی سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خاندان، معاشرے اور دنیا میں ایک ذریعہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے دیا ہوا درس ہے کہ ہم ایک دوسرے سے مفاد

کی توقع کیے بغیر بے لوث محبت کریں۔ خدا نہایت مہربان اور محبت کرنے والا ہے، وہ اپنے بندوں کے بہت قریب ہے، وہ اپنے بندوں کی دعائیں سنتا ہے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان تمام انسانوں کے لیے اچھائی اور خیر کے رویے کے فروغ کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی وفاداری اور محبت کا اظہار کرنے کے لیے کئی ذرائع ہیں جن میں سے ایک خیرات ہے۔ عیدالفطر کے موقع پر خیرات اور صدقہ آپ لوگوں کے لیے خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ بزرگوں، بیماروں، یتیموں اور ضرورت مندوں کی دستگیری، انسانی وقار کی بحالی کے فروغ اور انسانی حقوق کی حمایت و ترقی کا عہد ہے۔ یوں ہم بہت سی معاشرتی برائیوں کے خلاف جہاد کرتے ہیں، جن میں ناخواندگی، منشیات کا فروغ، بچوں کے ساتھ بدسلوکی اور خواتین کے خلاف تشدد شامل ہے۔ معافی اور درگزر، صلح اور مصالحت، منقطع رابطوں کا ازسرنو قیام، امن اور سلامتی کا فروغ اور دوسروں کے احترام کا درس وہ تمام ذرائع ہیں جن کے ذریعے ہم ایک دوسرے سے محبت کا اظہار کر سکتے ہیں۔

مسیحیت اور اسلام دونوں مذاہب میں پڑوسی سے محبت فرض ہے۔ کیا اس طرح مسیحی اور مسلم وسیع پیمانے پر مل کر کام کرنے کے رجحان کو تقویت نہیں دے سکتے؟ دوسروں کی ضرورتوں کو نظر انداز کرنا، اتحاد کے فرائض سے انکار، نفرت، جنس، نسل اور مذہب کی بنیاد پر امتیاز، ہر طرح کی ناانصافی یہ سب پڑوسی سے محبت کے منافی اقدامات ہیں۔ ان تمام صداقتوں کے حصول کے لیے دونوں مذاہب کو مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

خدا کی محبت ساری انسانیت کے لیے ہمہ گیر پیار ہے جو سیاسی اور جغرافیائی سرحدوں، نسل، کلچر اور مذہب کے اختلاف سے نہ صرف بلند ہے، بلکہ سیاسی اور نظریاتی وابستگیوں سے بالاتر ہے۔ اس لیے ہمیں اپنے اپنے ایمان کی بنیاد پر قائم رہتے ہوئے یہ دعوت دی جاتی ہے کہ ہم ایک دوسرے کو پیار کریں۔ سچا پیار حقیقت میں مومنین کے اعمال میں مضمر ہے۔

میں آپ سے خطاب کرتے ہوئے مکمل طور پر اس امر سے باخبر ہوں کہ مسیحیوں اور مسلمانوں نے ایک دوسرے کو وہ محبت اور عزت نہیں دی جو خداوند تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے، بدقسمتی سے یہ باہمی محبت اور بھائی چارے کا فقدان نہ صرف ماضی کی تاریخ ہے، بلکہ موجودہ حقائق کا بھی حصہ ہے۔

پھر بھی ہمیں چاہیے کہ کہیں بھی ایسی صورت احوال سے باخبر رہیں جہاں مسیحی اور

مسلمان امن اور سلامتی اور خوشحالی سے رہتے ہیں۔ اس قسم کی مثالیں ہماری رہنمائی کرتی ہیں کہ اسی طرح دوسری جگہوں پر بھی مسلمان اور مسیحی مل جل کر رہ سکتے ہیں۔ ہمیں اس بات کی دعوت دی جاتی ہے کہ ہم ماضی اور حال میں اپنے باہمی تعلقات کا جائزہ لیں اور سب سے بڑھ کر ہم اس بات کا فیصلہ کریں کہ ہم خدا کی منشا کے مطابق خاص طور پر کچلے ہوئے اور استحصال زدہ لوگوں کے لیے اس کے رحم اور خیر کے گواہ بنیں۔

میرے عزیز مسلمان دوستو! میں اپنی طرف سے اور تمام دنیا کے مسیحیوں کی طرف سے عید الفطر کے موقع پر آپ کو ہدیہ تبریک اور اللہ تعالیٰ سے آپ کے لیے بے پناہ برکات کے لیے دعا کرتا ہوں، اور دوستی اور ایک دوسرے کے احترام کی تجدید کرتا ہوں۔

کارڈینل فرانسس اَرنزے

(پاپائی مجلس برائے بین المذاہب تعلقات - ویٹی کن سٹی)

مالی : مذہبی تکثیریت اور بین المذاہب روابط

[مغربی افریقہ کے مسلمان ملک ''مالی'' کا شمار دُنیا کے غریب ترین ممالک میں ہوتا ہے۔ فرانسیسی نو آبادیاتی دور میں پہلے یہاں کیتھولک چرچ اور پھر پروٹسٹنٹ تنظیموں نے مسیحی سرگرمیوں کا آغاز کیا اور ایک صدی کے عرصے میں ایک معمولی سی آبادی کو حلقہ مسیحیت میں داخل کرنے میں اُنہیں کامیابی حاصل ہوئی۔ ۲۵ تا ۳۰ فیصد آبادی تا حال روایتی افریقی مذاہب کی پیروکار ہے۔ آج مسلمان انہیں اپنا بھائی دیکھنے کی خواہش رکھتے ہیں اور مسیحی اُنہیں عالمی چرچ کا حصہ بنانا چاہتے ہیں۔ اِس سے گاہے گاہے تناؤ اور کشمکش کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے ''مسلم پولیٹکس رپورٹ'' (واشنگٹن، ڈی-سی) میں حسب ذیل مضمون شائع ہوا تھا۔ مضمون نگار جناب بنجمن-ایف-سورز، یونیورسٹی آف شکاگو سے بطور ''پوسٹ ڈاکٹرل فیلو'' وابستہ ہیں۔ (مدیر)]

مغربی افریقہ کے اُس خطےّ میں، جسے آج ''مالی'' کا نام دیا گیا ہے، کم از کم گزشتہ ایک ہزار برس سے اسلام پر عمل کیا جا رہا ہے۔ رواں صدی سے پہلے ٹمبکٹو جیسے بعض روایتی شہری مراکز